یہ محبت مِرا حوالہ ہے

ڈاکٹر حماد احمد بھٹی

یہ محبت مِرا حوالہ ہے

ڈاکٹر حماد احمد بھٹی

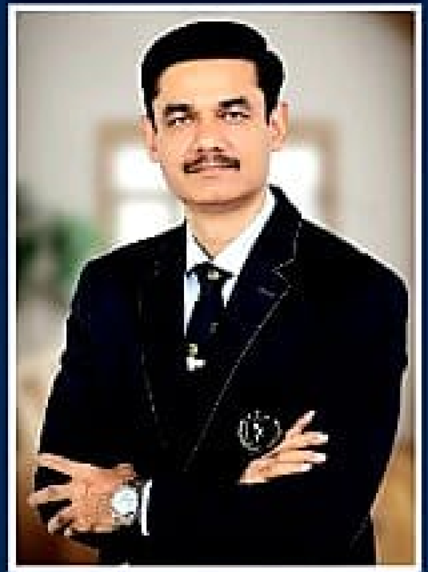

ڈاکٹر حماد احمد بھٹی پیشے کے اعتبار سے معالج، جذبہ خدمت سے سرشار سابق سول سرونٹ اور فطرتاً شاعر و ادیب ہیں۔ گزشتہ دو دہائیوں سے متحدہ عرب امارات میں مقیم ہیں، تاہم اُن کی فکری اور ادبی جڑیں پاکستان کی تہذیبی اور ثقافتی سرزمین میں پیوست ہیں۔ بچپن ہی سے کتابوں، فطرت، روحانیت اور بامعنی انسانی تعلقات نے اُن کی شخصیت اور فکر کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

طب، عوامی خدمت اور ادب کے مختلف میدانوں میں طویل تجربے کے باعث ڈاکٹر حماد احمد بھٹی کی تحریروں میں محبت، حساسیت، بصیرت، فکری گہرائی اور انسانی جذبات کی لطافت نمایاں نظر آتی ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک اور ثقافتوں کے مشاہدات نے ان کے تخلیقی شعور کو مزید وسعت بخشی، جس کا عکس اُن کی شاعری اور نثر میں جابجا دکھائی دیتا ہے۔

اُن کا ادبی سرمایہ عشق، تصوف، فطرت، اُمید، خوشی، سفر اور انسانی تجربات کے رنگوں سے مزین ہے۔ اُن کی شاعری قاری کو احساسات کی ایک ایسی دنیا میں لے جاتی ہے جہاں ماضی کی خوشبو، حال کی معنویت اور پُر اُمید مستقبل سے مزین زندگی کی لطیف صدائیں یکجا ہو جاتی ہیں۔

”یہ محبت مرا حوالہ ہے“ انکا اردو غزلوں پر مشتمل شعری مجموعہ ہے۔ مجموعی طور پر یہ ان کی ساتویں تصنیف ہے۔ اس سے قبل وہ اردو، پنجابی اور انگریزی زبانوں میں نظم و نثر پر طبع آزمائی فرما چکے ہیں۔ ان کی تخلیقات دل کی گہرائیوں سے پھوٹنے والے ان احساسات کا آئینہ ہیں جو وقت کے ساتھ مدھم نہیں پڑتے بلکہ محبت کے رنگ اور گہرے ہوتے جاتے ہیں۔

ISBN 978-627-7017-35-7

یہ محبت مرا حوالہ ہے ڈاکٹر حماد احمد بھٹی کی اُردو شاعری کا تیسرا شعری پڑاؤ ہے۔ غزل میں ہنر آزمائی کرتے ہیں۔ ان کا شعری اکھوا کلاسیک سے پھوٹتا ہے۔ چونکہ بحیثیت انسان حسنِ اخلاق کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں، یہی سبب ہے کہ ربِ سخن نے ان کی شاعری میں بھی تاثیر رکھی ہے اکثر اشعار پڑھتے ہی دل میں اُتر جاتے ہیں۔ یہ شاعری اس بات کی متقاضی ہے کہ اس کا خیر مقدم کیا جائے، رہی بات شاعری کے پھیلاؤ کی تو اس کے لئے ڈاکٹر حماد نے سوشل میڈیا کے بے محابا استعمال کو درخورِ اعتناء نہیں سمجھا یہ اُن کے اپنے شعر پر اعتماد کی ایک اور تابندہ مثال ہے۔

شعر سے محبت کرنے والو، خوب اس مجموعہ کا استقبال کرنے کے لئے تیار رہو۔

اکرام عارفی

ڈاکٹر حماد احمد بھٹی بیک وقت اُردو، انگریزی اور پنجابی کے معتبر شاعر ہیں۔ اُن کی شاعری متنوع موضوعات رکھتی ہے لیکن اُن کا بنیادی اور مضبوط موضوع محبت ہے۔ محبت ایسا مضمون جو ہمارے عہد میں سب سے زیادہ رُسوا کیا گیا۔ لوگ محبت کیے بغیر محبت محبت پکارتے پھرتے ہیں۔ ڈاکٹر حماد احمد بھٹی کی شخصیت محبت کے رَس میں گندھی ہوئی ہے۔ اُن کی شاعری اُن کی ذات کا دھڑکتا ہُوا عکس ہے۔ جسے ہم نے دل و جان میں بسایا ہُوا ہے۔

عباس تابش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ محبت مِرا حوالہ ہے

یہ محبت مِرا حوالہ ہے

ڈاکٹر حماد احمد بھٹی

الحمد پبلی کیشنز®
رانا چیمبرز۔(چوک پرانی انارکلی)۔لیک روڈ۔لاہور
042-37231490 0333-4645700

ھماری کتابیں .....
خُوبصورت ، معیاری اور
کم قیمت کتابیں
تزئین واہتمام اشاعت
صفدر حسین

alhamd_publication@yahoo.com
www.facebook.com/alhamdpublication

ضابطہ:-
اشاعت : 2026ء
مطبع : منظور پرنٹنگ پریس، لاہور
کمپوزنگ : محمد عاطف سعید
قیمت : 1000روپے

انتساب

پیاری بیٹی

ڈاکٹر تہنیّت حماد

کے نام

فہرست

☆	پیش لفظ	ڈاکٹر حماد احمد بھٹی	11
☆	محبت بھری شاعری	شکیل جاذب	13
-1	یہ چرند و پرند اور زمیں اللہ اللہ (حمد)		15
-2	نعت دل پر نزول ہو گئی ہے (نعت)		17
-3	اک طرف تو ترا صندلیں رنگ ہے		19
-4	تیرے یہاں ہونے کا اک یہ بھی حوالہ ہے		21
-5	ہم کو زیرِ عتاب رکھتے ہیں		23
-6	میں ترے پیار کی رہگزر کے لیے		25
-7	سارے رشتے ٹوٹ گئے		27
-8	تقدیر کا لکھا ہوا کب تک مٹاؤ گے		29
-9	وہ بھی اک زمانہ تھا		31
-10	چائے کا اک کپ لے کر دریا کے کنارے		33
-11	زخم اپنوں کے گوارا کیجیے		35
-12	ہیں یہی تو زندگی کی خواہشیں		37
-13	خود چل کے گھر گیا ہے وہ مرنے سے پیشتر		39
-14	تیرا یوں مسکرانا مری جان لے گیا		41

15- آج روتے ہوئے وہ سو گیا ہے 43

16- یادوں کے بہتے پانی میں ناؤ کا کیا کروں 45

17- سامنے وہ اک جھلک رہا ہے 47

18- محبت کے ہوتے ہوئے دوریاں ہیں 49

19- سنگ ہو یا ببول ہو جائے 51

20- یہ عاشقی جدائی میں تبدیل ہوگئی 53

21- دیوار پر تمہاری تصویر کیا لگائی 55

22- اس کی آنکھوں میں کیسا مے خانہ ہے 57

23- جونہی تم روٹھے مری تقدیر سے 59

24- مری دعا ہے سدا آپ مسکراتے رہیں 61

25- ہمارا دل تو ترے نام پر سنبھلتا ہے 63

26- زندگی کی نوید ہیں مرے دوست 65

27- جانِ جاں اب تمہارا ہو گیا میں 67

28- پھول شاخوں سے جانے لگا 69

29- کیا حال دیکھ میرے مقدر کا ہو گیا 71

30- بعد مدت کے اُسے آج پکارا جائے 73

31- تُو ہے سب چیزوں پہ قادر تجھ کو آتا ہے ہنر 75

32- دیکھ لو جانِ جاں جنوری آ گیا تم نہیں آ سکے 77

33- اشک آنکھوں سے جھڑا ہے شہر کے دوراہے پر 79

34- رستے میں مے خانہ ہے 81

35- زندگی ہے یا ہے کوئی سانپ اور سیڑھی کا کھیل 83

36- کھو گیا وہ خوش نظر رب کو یہی منظور تھا 84

37- ہم ان سے شکوہ کرتے ہیں 86

38- ہماری نہ پوچھو تم اپنی بتاؤ 88

-39	مشکلوں سے مجھے نکالا ہے	90
-40	تو نے تو نہ چاہا تھا مگر ہو گئے ہوں گے	92
-41	تیرے لہجے میں جو بے زاری نظر آتی ہے	94
-42	ہم لوگ ترے ساتھ وفا کرتے رہیں گے	96
-43	ہم تو بہتے رہے پانی کی طرح	98
-44	تمہارے دل میں گنجائش نہیں ہے	100
-45	میں شاہ تھا، غلام تھا یا پھر نواب تھا	102
-46	شجر جب سے جنگل میں کٹنے لگے ہیں	104
-47	اب ہمیں ایسا بہاؤ چاہیے	106
-48	جو ملا تھا کبھی خوشی کی طرح	108
-49	یہ جو انکار نظر آتا ہے	110
-50	جب بھی وہ مجھ سے خفا ہوتا ہے	112
-51	ہمیں خود سے جدا کرتے رہیں گے	114
-52	گفتگو جب تمام ہوتی ہے	116
-53	ہم بھی ہنسنے لگے ہنسانے لگے	118
-54	یہ دل تیری طرف آنے لگا ہے	120
-55	میرے جینے کا سہارا تم ہو	122
-56	اُس پہ قربان ہر سخن میرا	124
-57	اب صبح چاہیے نہ کوئی شام چاہیے	125
-58	اب تمہارے غم میں رونا چاہیے	127
-59	مجھے ملنا ذرا سا مسکرا کر	129
-60	سب ترا عشق ہی لکھواتا ہے	131
-61	درد سے جب مر رہا تھا تم کہاں تھے	133
-62	یہ غم دل پر سہنے دو	135

-63	وہی کہنا اس سے محال تھا	137
-64	جو پھر سے جینے کا موقع ہمیں دیا جائے	139
-65	پیڑ جب شہر سے پدھارتے ہیں	141
-66	دیکھنا حسن کو جو چاہو تم	143
-67	دور مجھ سے چلے تو جاؤ گے	145
-68	دیس میں یا پردیس میں	147
-69	ایک میں ہوں اور اک تم باقی سب فسانے ہیں	149
-70	کبھی آؤ کسی کی نوکری میں	151
-71	اس میں تیری نہیں خطا	153
-72	کبھی معصوم ہے کبھی ہے شریر	155
-73	عشق میں لے کر آ تن من	157
-74	جانے کیسے ہم تمہارے ہو گئے	159
-75	بچ نکلنے کی کوئی راہ نہیں	161
-76	چاند کے گرد جو ہالہ ہے	163
-77	اقرار چاہیے ہے نہ انکار چاہیے	165
-78	برج خلیفہ کی وہ ایک سو چھبیسویں منزل پہ کھڑا ہے	167

پیش لفظ

اس کائنات میں موجود ہر شے اپنے کسی وصف کے باعث پہچانی جاتی ہے۔ جیسے پھول کی پہچان خوشبو سے، چاند کی آگہی چاندنی سے اور دن کا تعلق روشنی سے ہوتا ہے۔ بالکل ایسے ہی ہر شاعر کی شاعری کا اپنا رنگ ہوتا ہے۔ اس لیے میری یہ خواہش ہے کہ میرے الفاظ سے ہر سو محبت، امن، بھائی چارے، وصل اور خلوص کی خوشبو آئے جسے میں نے صفحہ قرطاس پر بکھیرنے کی کوشش کی ہے۔ اور یہی محبت مِرا حوالہ بن جائے۔

لفظ جب روح کے دریچوں پر دستک دیتے ہیں تو شاعری جنم لیتی ہے۔ اور جب دل کسی ایسے احساس سے لبریز ہو جائے جو بیان سے وسیع اور خاموشی سے گہرا ہو، تو وہ اپنے اظہار کے لیے شعر کا پیراہن اختیار کر لیتا ہے۔ میرے لیے بھی شاعری محض فن نہیں، بلکہ عشق و محبت کا ایک باطنی سفر ہے۔ ایک ایسی مسافت جس میں انسان خود کو تلاش کرتے کرتے اپنے رب کی نشانیوں تک جا پہنچتا ہے۔

یہ مجموعہ کلام ''یہ محبت مِرا حوالہ ہے'' دراصل انہی منتشر کیفیات، وارداتِ قلبی اور روحانی مشاہدات کا حاصل ہے جو زندگی کے مختلف موسموں میں میرے ساتھ رہے۔ اس میں کہیں محبت انسانی صورت میں جلوہ گر ہے، کہیں وہ یاد کی خوشبو بن کر مہکتی ہے، کہیں دعا کی صورت اختیار کر لیتی ہے، اور کہیں عشقِ حقیقی کی روشنی میں اپنے اصلی معنی آشکار کرتی ہے۔

میں نے ہمیشہ محسوس کیا ہے کہ محبت کائنات کا اوّلین اور آخری راز ہے۔ یہی وہ جوہر ہے جس سے تخلیق کا چراغ روشن ہوا اور جس کے دم سے دِلوں میں زندگی کی حرارت باقی ہے۔ محبت اگر اپنے خالص مفہوم میں سمجھی جائے تو وہ صرف تعلق نہیں، عبادت ہے۔ صرف جذبہ نہیں، معرفت ہے۔ صرف خواہش نہیں، بلکہ قربِ الٰہی کی ایک لطیف راہ ہے۔ انسان جتنا اس سمندر میں اترتا جاتا ہے، اتنا ہی اپنی ذات کے حصار سے آزاد ہوتا جاتا ہے۔

ان صفحات میں رقم اشعار میری زندگی کے اُن لمحوں کے امین ہیں جنہیں وقت کی گرد بھی دھندلا نہ سکی۔ بعض اشعار دعا ہیں، بعض مناجات، بعض یاد کے چراغ ہیں اور بعض فکر و آگہی کے آئینے۔ میں نے ان میں نہ فلسفے کی پیچیدگی تلاش کی ہے اور نہ اظہار کی مصنوعی آرائش۔ جو کچھ ہے، دل کی دنیا سے بے ساختہ اُبھرنے والی صدائیں ہیں۔

اگر ان اشعار میں قاری کو اپنے دل کی کوئی دھڑکن سنائی دے، اگر کسی شعر سے اس کی روح کے کسی خاموش گوشے میں روشنی اُترے، اگر کوئی مصرع اسے اپنے خالق کی طرف متوجہ کر دے، تو میں سمجھوں گا کہ میری یہ کاوش اپنے مقصد کو پا گئی۔

محبت کے کچھ امین اور پیامبر جن کا میں ہمیشہ سے مقروض رہا ہوں ان میں میری پہلی اور آخری محبت میری شریکِ حیات ڈاکٹر حمیرا بنت رئیس، میری پیاری بیٹیاں ڈاکٹر تہنیّت، میسون اور حیا، میرے برادر بزرگ و مرشد میجر (ریٹائرڈ) سجاد احمد بھٹی، ہمدم دیرینہ راجہ منصور احمد، التمش خان، عطاالمصطفیٰ '، آفتاب احمد تابی اور نذیر اعوان شامل ہیں۔ میں خوش نصیب ہوں کہ شاعری اور زندگی کے رموز و اوقاف سمجھنے میں مجھے جناب عباس تابش، شکیل جاذب، خالدندیم شانی، صوفیہ بیدار اور خرم آفاق سے فیض یاب ہونے کا شرف حاصل ہوتا رہتا ہے۔ اور بلاشبہ قحط الرجالی کے اِس دور میں الحمد پبلی کیشنز کے روحِ رواں جناب صفدر حسین کا ساتھ کسی نعمت سے کم نہیں، خدائے عزّ وجل ان سب کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔

میں اس مجموعے کو اپنے والدین، اساتذہ، احباب اور ان تمام نفوسِ مبارکہ کے نام منسوب کرتا ہوں جن کی محبت، دعاؤں اور خلوص نے میری فکری و روحانی تربیّت میں حصہ لیا۔ ان سب کے احسانات میرے لیے سرمایۂ حیات ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ چند اوراق محبت، اخلاص اور خیر کے پیغام کا وسیلہ بنیں، اور پڑھنے والوں کے دلوں میں اُمید، جمال اور معرفت کا چراغ روشن کر سکیں۔

ڈاکٹر حماد احمد بھٹی

زلیخا ہسپتال شارجہ، متحدہ عرب امارات

جون 2026

hammad_27ctp@hotmail.com

محبت بھری شاعری

''یہ محبت مِرا حوالہ ہے'' ڈاکٹر حماد احمد بھٹی کا مجموعی طور پر پانچواں شعری مجموعہ ہے۔ وہ اُردو اور پنجابی میں بڑی روانی کے ساتھ اپنی قلبی وارداتوں کا اظہار کرنے پر دسترس رکھتے ہیں۔ اُردو شاعری میں ڈاکٹر صاحب غزلیں، نظمیں اور نثری نظمیں بڑی سہولت کے ساتھ اور دلپذیر انداز میں کہتے ہیں۔ ہمیں ان کی شاعری میں کسی طرح کا تصنّع یا بناوٹ نظر نہیں آتی۔ وہ دِلی کیفیات کو پوری سچائی اور ایک معصوم سادگی کے ساتھ لفظوں کا پیراہن پہناتے ہیں اور خوش نما شعری مظاہر کی صورت میں ہمارے سامنے لاتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ شاعری سے ان کا عشق کوئی وقتی نہیں۔ وہ زمانۂ طالب علمی سے اس دیوی کے سچے بھگت ہیں اور شاعری کی دیوی ایسی دیالو ہے کہ وہ کسی ماتھا ٹیکنے والے کو خالی ہاتھ نہیں جانے دیتی اور ڈاکٹر حماد کی حیثیت تو محض ماتھا ٹیکنے والوں سے کہیں آگے کی ہے۔ سو آپ کو ان کی شاعری پڑھتے ہوئے بارہا یہ احساس ہوگا کہ سخن کی دیوی ان پر کتنی مہربان ہے۔ ڈاکٹر صاحب عرصۂ دراز سے دیارِ غیر میں مقیم ہیں اور زندگی کے تجربات اور احساسات کو اپنی محبت کے رنگوں سے ہم آمیز کر کے شعر کے قالب میں ڈھالتے ہیں لیکن پڑھنے والے کو کسی بھاری بھرکم بوجھ کا احساس نہیں ہونے دیتے بلکہ ایسی لطافت اور خوش گوار حسّیت سے روشناس کرواتے ہیں جو صرف محبت کا خاصہ ہے۔ اور یہی محبت ڈاکٹر حماد احمد بھٹی کی شخصیت اور شاعری کا پہلا اور آخری

حوالہ ہے۔ آپ کو اس مجموعے میں محبت کی قوسِ قزح کے ایسے رنگ نظر آئیں گے جو تا دیر آپ کو اپنے سحر میں گرفتار رکھیں گے۔ لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ آپ یہ شاعری محبت کی معصومیّت کو دل میں بسا کر پڑھیں۔

شکیل جاذب

حمد

یہ چرند و پرند اور زمیں اللہ اللہ
کتنی روشن ہے عرشِ بریں اللہ اللہ

ہر کوئی تیری تسبیح میں ہی مگن ہے
ہے مری بھی جھکی یہ جبیں اللہ اللہ

چاند تارے سبھی کے سبھی آسماں کے
ہیں ترے ہی مکاں میں مکیں اللہ اللہ

تو محمدؐ کے صدقے مجھے بخش دے گا
ہے مجھے ہر گھڑی یہ یقیں اللہ اللہ

ہے یہ تیرا کرم اور عطا میرے مولا
لفظ میرے بنے عنبریں اللہ اللہ

نعت

نعت دل پر نزول ہو گئی ہے
ساری محنت وصول ہو گئی ہے

جا رہا ہوں مدینے کی جانب
میری عرضی قبول ہو گئی ہے

مجھ کو بلوا نہیں رہے آقا
کوئی تو مجھ سے بھول ہو گئی ہے

اب ہمارے لیے تو خاکِ شفا
ان کے قدموں کی دھول ہو گئی ہے

آپ کی بات آپ کی سنت
زندگی کا اصول ہو گئی ہے

○

اک طرف تو ترا صندلیں رنگ ہے
اور اس پر ترا دلنشیں سنگ ہے

اس کو ہم سے محبت نہ ہے اور نہ تھی
دوست یہ تو خیالات کی جنگ ہے

تیری آواز ہے ہر کسی سے جدا
اور سب سے جدا تیرا آہنگ ہے

تجھ سے کہنے کو جی تو نہیں چاہتا
عشق تیرے نے ویسے کیا تنگ ہے

ایک نشے کے جیسی محبت تری
ٹوٹتا تیری یادوں میں انگ انگ ہے

○

تیرے یہاں ہونے کا اک یہ بھی حوالہ ہے
ہر سمت بہاریں ہیں ہر سمت اجالا ہے

اُمید سے رکھا ہے تیری ہی شفاعت نے
اور تیری محبت نے بڑے پیار سے پالا ہے

ہم تیری عنایت کا کیوں شکر ادا نہ کریں
تیرا ہی عطا کردہ ہر ایک نوالہ ہے

جو دور سے دکھ جائے اور صاف نظر آئے
وہ ذات مبارک تو اک ایسا ہمالہ ہے

مرتا ہے کوئی پیاسا یہاں رنج کی شدت سے
اور کسی کے ہاتھوں میں خوشیوں کا پیالہ ہے

مشکل میں کوئی بھی تو یہاں کام نہیں آتا
حمّادؔ ہے خوش قسمت جسے تو نے سنبھالا ہے

○

ہم کو زیرِ عتاب رکھتے ہیں
دوست کتنا حساب رکھتے ہیں

ایسی دولت کِسے میسّر ہو
جیسی قسمت نواب رکھتے ہیں

ہم کو حاصل یہی سعادت ہے
ہم وفا کی کتاب رکھتے ہیں

ایسی شہرت کے ہم نہیں قائل
جیسی شہرت جناب رکھتے ہیں

اِس کا نشہ نہیں اتر سکتا
ہم خودی کی شراب رکھتے ہیں

O

میں ترے پیار کی رہگزر کے لیے
کتنا تیار تھا اس سفر کے لیے

یوں ہی کرتے رہے کارِ دشوار ہم
کوئی اجرت نہیں تھی ہنر کے لیے

دیکھ کر تجھ کو خاموش ہم ہو گئے
رک گئیں دھڑکنیں اک نظر کے لیے

رات بھر میں تری راہ تکتا رہا
کوئی آیا نہ لیکن خبر کے لیے

تیری اتنی بڑی سلطنت میں خدا
ہم بھٹکتے رہے ایک گھر کے لیے

○

سارے رشتے ٹوٹ گئے
اور مقدر پھوٹ گئے

جب ان کا چہرہ دیکھا
سارے شیشے ٹوٹ گئے

اب پردیس میں رہتے ہیں
جو اس دیس کو لوٹ گئے

آپ پہ ہمیں بھروسہ تھا
آپ بھی ہم سے روٹھ گئے

دیکھ کے اُن کے رنگ نئے
پکڑے سارے جھوٹ گئے

رشتے کیسے تھے حمادؔ
وہ جو ہاتھ سے چھوٹ گئے

○

تقدیر کا لکھا ہوا کب تک مٹاؤ گے
کس طرح اپنا سویا مقدر جگاؤ گے

پھر گھر میں خالی ہاتھ ہی تم لوٹ آئے ہو
بچوں کو کیا بتاؤ گے کیسے سُلاؤ گے

اب ختم ہو گئے ہیں یہاں سے قلم کتاب
اپنے غریب بچوں کو کیسے پڑھاؤ گے

آنکھیں تمہاری جن کو چھپاتی ہیں ان دنوں
وہ راز میری آنکھ سے کیسے چھپاؤ گے

یہ روشنی تو اس کو نظر آ نہیں رہی
اپنے خلوص کے دیے کب تک جلاؤ گے

حمّاد آج ایسی جگہ جا چھپے ہیں ہم
لگتا نہیں کہ آپ ہمیں ڈھونڈ پاؤ گے

○

وہ بھی اک زمانہ تھا
میں ترا دِوانہ تھا

یعنی بھول بیٹھے تم
آج تم نے آنا تھا

کل ہی تیرے ہونٹوں پر
پیار کا فسانہ تھا

ہم نے تیری چوکھٹ پر
اک دیا جلانا تھا

عکس تازہ تازہ تھے
آئینہ پرانا تھا

دور جانا تھا اس نے
کام تو بہانہ تھا

باہر آ کے یہ جانا
پیار جیل خانہ تھا

ہم الجھ گئے حمّادؔ
ایسا تانا بانا تھا

○

چائے کا اک کپ لے کر دریا کے کنارے
سوچ رہا ہوں کب سے بیٹھا تیرے بارے

ڈوبتے سورج کو تم نے بھی دیکھا ہوگا
پنچھی لوٹ گئے ہیں اپنے گھر کو سارے

اک دوجے سے کوئی نہ بچھڑے اس دنیا میں
آج دعا مانگیں ہم اپنے رب سے سارے

خاموشی کی بھی تو ایک زباں ہوتی ہے
کیسے کہہ پائیں یہ احساسات کے مارے

تم نے کبھی یہ بات نا سوچی ہوگی شاید
کیسے جی لیتے ہیں گھر سے دور یہ پیارے

○

زخم اپنوں کے گوارا کیجیے
جینا لازم ہے سو ایسا کیجیے

بزدلی ہے یہ سراسر آپ کی
سر نہ دیواروں سے پھوڑا کیجیے

شغل یہ مہنگا پڑے گا آپ کو
رات آنکھوں میں نہ کاٹا کیجیے

دل دکھانا تو مرا مقصد نہیں
میری باتوں پر نہ روٹھا کیجیے

جانے کوئی کس جگہ دے دے دغا
اب یہاں کس پر بھروسا کیجیے

اپنی شہرت کی سنا کر داستاں
میری بدنامی کا چرچا کیجیے

○

ہیں یہی تو زندگی کی خواہشیں
دیکھتا ہوں چار سُو آرائشیں

زندگی اُس کی بنی اِک امتحاں
مل گئیں جس کو تمام آسائشیں

دل مرا اڑیل سا بچہ ہے کوئی
روز کرتا ہے نئی فرمائشیں

دھوپ میں بھی کانپتا رہتا ہوں میں
لے گیا وہ جسم کی گرمائشیں

اِس سے کچھ حاصل نہیں ہوگا تجھے
مت کیا کر پیار میں فہمائشیں

حوصلہ جینے کا دیتی ہیں مجھے
میری سوچوں کی نئی افزائشیں

○

خود چل کے گھر گیا ہے وہ مرنے سے پیشتر
شاید سدھر گیا ہے وہ مرنے سے پیشتر

تھا اپنی ذات میں کسی دریا کی طرح وہ
لیکن اتر گیا ہے وہ مرنے سے پیشتر

وہ جس جگہ پہ جانے کو تڑپا ہے عمر بھر
شاید اُدھر گیا ہے وہ مرنے سے پیشتر

چاہوں بھی تو اب اس کا سمٹنا محال ہے
اتنا بکھر گیا ہے وہ مرنے سے پیشتر

وعدہ کیا تھا اس نے سدا ساتھ رہنے کا
اس سے مکر گیا ہے وہ مرنے سے پیشتر

○

تیرا یوں مسکرانا مری جان لے گیا
آنکھوں سے دل چرانا مری جان لے گیا

جس کو پڑھا تھا آپ نے میری کتاب سے
وہ شعر گنگنانا مری جان لے گیا

تیری ہر اک ادا میں ہے شوخی چھپی ہوئی
اندازِ دلبرانہ مری جان لے گیا

واپس نہ آنے والے تجھے کچھ خبر بھی ہے
واپس ترا نہ آنا مری جان لے گیا

جانا ہی تھا تمھیں تو چلے جاتے پیار سے
غصے میں اٹھ کے جانا مری جان لے گیا

تیرے ہر ایک جھوٹ پہ دل دکھ گیا مرا
تیرا ہر اک بہانہ مری جان لے گیا

○

آج روتے ہوئے وہ سو گیا ہے
آنسوؤں سے یہ دل بھگو گیا ہے

یادِ ماضی کی سمت جو بھی گیا
وہ تو تاریکیوں میں کھو گیا ہے

میری آنکھوں سے بہتے اشکوں کو
ایک دھاگے میں وہ پرو گیا ہے

مہکا مہکا سا آج ہے پانی
کون ندی میں پاؤں دھو گیا ہے

پار کر آئے آنکھ کا دریا
پار اترنا ہمیں ڈبو گیا ہے

ہم بھی حمّادؔ کس طرح بچتے
عشق ہونا تھا اور ہو گیا ہے

○

یادوں کے بہتے پانی میں ناؤ کا کیا کروں
تیرے عطا کیے ہوئے گھاؤ کا کیا کروں

تیرے کہے پہ تجھ سے چلا جاؤں دور میں
لیکن میں تجھ سے دل کے لگاؤ کا کیا کروں

بولو ابھی لگا دوں کہ رکھوں بچا کے میں
تم ہی بتاؤ آخری داؤ کا کیا کروں

اچھی تو لگتی ہیں تری یادوں میں بارشیں
لیکن زمینِ دل کے کٹاؤ کا کیا کروں

جھرنا اگر یہ ہوتا اسے روک لیتا میں
تیری طرف میں دل کے بہاؤ کا کیا کروں

○

سامنے وہ اک جھلک رہا ہے
دل مدت سے دھڑک رہا ہے

آنکھوں سے موتی سا آنسو
رب کی یاد میں چھلک رہا ہے

دھرتی پر میں جاگ رہا ہوں
اوپر تارا چمک رہا ہے

غار کے اندر روشنی آئی
شاید پتھر سرک رہا ہے

پاس تو وہ بس اک پل ٹھہرا
دل میں مدت تلک رہا ہے

○

محبت کے ہوتے ہوئے دوریاں ہیں
مری جاں ہماری بھی مجبوریاں ہیں

ہمارا تو نام و نشاں تک نہیں ہے
یہاں تو تمہاری ہی مشہوریاں ہیں

جسے زہر پینا پڑا آخرِ کار
اسی ہیر کے ہاتھوں میں چوریاں ہیں

کبھی خاک چھانو، کبھی دھوپ دیکھو
محبت کی اپنی ہی مزدوریاں ہیں

محبت کی فلمیں ہیں اب بے مزہ سی
سری دیویاں ہیں نہ مادھوریاں ہیں

○

سنگ ہو یا ببول ہو جائے
تو جسے چھو لے پھول ہو جائے

تو بھی مل جائے ایک دن ہم کو
اور دعا بھی قبول ہو جائے

کاش ایسا ہو تیری یادوں کا
میرے دل پر نزول ہو جائے

اس کو آسان ہم سمجھتے ہیں
جس کا ممکن حصول ہو جائے

تیرے حمادؔ کی یہ خواہش ہے
تیرے رستے کی دھول ہو جائے

○

یہ عاشقی جدائی میں تبدیل ہو گئی
لیکن تمہارے حکم کی تعمیل ہو گئی

اب میں چلا گیا تو تجھے یاد آؤں گا
خوشبو مری ہواؤں میں تحلیل ہو گئی

ہم سے تو ایک چہرہ بھی تم سا نہ بن سکا
یہ کائنات کس طرح تشکیل ہو گئی

وہ پھر مری پکڑ میں نہ آئے گا عمر بھر
میری طرف سے کوئی اگر ڈھیل ہوگئی

پہلے تو فاصلے تھے فقط یوں ہی درمیاں
اب تو دلوں کی دوری بھی سومیل ہوگئی

○

دیوار پر تمہاری تصویر کیا لگانی
صورت تمہاری ہم نے اب دل میں ہے بسانی

کچھ دن سے آ رہی ہے اک بات میرے دل میں
تم مان لو اگر تو ہے تمہاری مہربانی

ماں کے گلے سے لگ کر بچپن میں جو سنی تھی
میں چاہتا ہوں سننا پھر سے وہی کہانی

تم جیسی گفتگو بھی ہم نے نہیں سنی تھی
کیا ہے تمہارے آگے دریاؤں کی روانی

تسکینِ ذہن و دل تو بس رب کی یاد میں ہے
ہے اس کو یاد رکھنا اور اس سے لو لگانی

نفرت کے ساتھ کیسے حمّاد جی سکوں گا
چاہت کی فصل مجھ کو اب دل میں ہے اُگانی

○

اس کی آنکھوں میں کیسا مے خانہ ہے
جھوم گیا جو مستی میں مستانہ ہے

ہم تنہا ہی اس کے عاشق تھوڑی ہیں
اس کے پیچھے ہر بندہ دیوانہ ہے

ابھی تو میں نے خود کو ہی سمجھایا ہے
ابھی تو جا کر اس کو بھی سمجھانا ہے

ناگوں جیسی زلفیں دیکھ کے لگتا ہے
شاید اس کے دل میں کوئی خزانہ ہے

یوں لگتا ہے جیسے تجھ کو علم نہیں
کب سے تیری جانب کوئی روانہ ہے

اس کو دیکھ کے دھوکا مت کھانا حمادؔ
نیا لگے گا لیکن بہت پرانا ہے

○

جونہی تم روٹھے مری تقدیر سے
رنگ اڑنے لگ گئے تصویر سے

جب تمہارا ذکر ہی اس میں نہیں
پھر مجھے کیا خواب کی تعبیر سے

بیٹیاں رب نے عطا کی ہیں مجھے
یہ بڑی ہیں مجھ کو ہر جاگیر سے

مسئلے جتنے ہیں اپنے ملک کے
حل نہیں ہوں گے فقط تقریر سے

چاہتا ہوں وہ مجھے پہچان لے
شعر سے اور شعر کی تاثیر سے

میرا ہو جائے کسی بھی طرح وہ
کام بن جائے کسی تدبیر سے

○

مری دعا ہے سدا آپ مسکراتے رہیں
ستارہ بن کے ہمیشہ ہی جگمگاتے رہیں

تمام عمر تعلق یونہی رہے قائم
تو روٹھتا رہے اور ہم تجھے مناتے رہیں

تو خوشبوؤں کی طرح جنگلوں میں پھیلا رہے
ہم اک ندی پہ ترے گیت گنگناتے رہیں

کبھی دُکھے جو ترا دل غمِ زمانہ سے
تو میرے شعر تجھے خوش رکھیں ہنساتے رہیں

کبھی نہ گزرے کوئی غم قریب سے تیرے
خوشی کے اشک ہی پلکوں پہ جھلملاتے رہیں

○

ہمارا دل تو ترے نام پر سنبھلتا ہے
یہاں ابھی تری یادوں کا دیپ جلتا ہے

تمہاری آنکھوں کو دیکھا تو یہ ہوا معلوم
تمہارے دل کی طرف راستہ نکلتا ہے

اکیلے ہم ہی نہیں تیرے ہجر میں برباد
تجھے تو جس نے بھی کھویا وہ ہاتھ ملتا ہے

بنا تڑپ کے محبت کا ہونا ہے مشکل
بغیر آگ کے پانی کہاں ابلتا ہے

اندھیرا بڑھتے ہی حمّاد لوٹ آنا تم
کہ جیسے شام ہوئے آفتاب ڈھلتا ہے

○

زندگی کی نوید ہیں مرے دوست
یوں سمجھ روزِ عید ہیں مرے دوست

عشق والے ہیں یہ بھی میری طرح
دلبروں کے مرید ہیں مرے دوست

یہ مجھے ہارنے نہیں دیتے
حوصلہ اور اُمید ہیں مرے دوست

تیری ہر بات کس لیے مانیں
کیا ترے زر خرید ہیں مرے دوست

ان پہ حمّادؔ جان وارتا ہوں
جانتا ہوں مفید ہیں مرے دوست

○

جانِ جاں اب تمہارا ہو گیا میں
ٹھیک سے مجھ کو دیکھ لو گیا میں

اس سے آگے ہے اب تری مرضی
اپنا دکھ تیرے آگے رو گیا میں

جس کو بھولا ہوا تھا برسوں سے
اس کی یادوں میں آج کھو گیا میں

کتنی یادیں تھیں منتظر میری
جب کبھی اپنے گاؤں کو گیا میں

ماں سے ملنے کو تھا اداس بہت
قبر پر سر ٹکا کے سو گیا میں

منتشر تھے وفاؤں کے موتی
سارے اک ڈور میں پرو گیا میں

خوش رہو تم یہ سوچ کر شاید
تم سے حمّاد دور ہو گیا میں

○

پھول شاخوں سے جانے لگا
کیسا موسم ہے آنے لگا

غمزدہ رہنے دے چار دن
تو ہمیں کیوں ہنسانے لگا

ہم نے جس پر بھروسا کیا
وہ نئے گل کھلانے لگا

لے کے آئے جسے بزم میں
وہ ہمیں ہی اٹھانے لگا

دور جاتے ہوئے جانے کیوں
ایک دم پاس آنے لگا

بے وفائی کی باتیں چلیں
اور وہ تلملانے لگا

آج دل ہے پریشاں بہت
آج نصرت کے گانے لگا

○

کیا حال دیکھ میرے مقدر کا ہو گیا
اٹھ کر تمہارے در سے میں در در کا ہو گیا

آلودگی نے سارا کچھ برباد کر دیا
دیکھو تو کیسا حال سمندر کا ہو گیا

کیا دن تھے پھرتا رہتا تھا آوارہ رات دن
اور آج کل تو صرف میں دفتر کا ہو گیا

تو مجھ کو دیکھ کر ہے پریشان کس لیے
ایسا تو حال عشق میں اکثر کا ہو گیا

جس میں کھڑا ہوا تھا کسی یاد میں وہ گم
دیوانہ ہر کوئی اسی منظر کا ہو گیا

○

بعد مدت کے اُسے آج پکارا جائے
اُس کی صحبت میں ذرا وقت گزارا جائے

تو کہ پرشور سمندر کی طرح لگتا ہے
کیوں ترے پاس یہ خاموش کنارہ جائے

عمر ہم کارِ زمانہ میں گزار آئے ہیں
اب بڑھاپے میں ذرا پاؤں پسارا جائے

کیا مصیبت ہے کہ دن بھر کی مشقت کے بعد
ہاتھ خالی لیے گھر ماں کا دلارا جائے

تو جو سنتا ہے سبھی کی تو مری بھی سن لے
میری عرضی بھی ترے در پہ خدارا جائے

اپنی ضد اور انا چھوڑ دے حمادؔ احمد
اس کی ہمراہی میں کچھ وقت گزارا جائے

○

تُو ہے سب چیزوں پہ قادر تجھ کو آتا ہے ہنر
اک دفعہ پھر سے بنا دے مجھ کو میرے کوزہ گر

تیرے دم سے ہیں مسیحائی کے سارے سلسلے
کچھ علاج اِس دل کا بھی رہتا ہے یہ مضطر اگر

بھاگتے کیوں جا رہے ہیں تیز رفتاری سے ہم
ہو رہی ہے کس طرح یہ زندگی اپنی بسر

خندہ پیشانی سے سہنا تلخ باتوں کو میاں
اس جہانِ خاک میں ہے سب سے اعلیٰ یہ ہنر

تیرے سجدوں کی اُسے حمّاد کیا حاجت بھلا
حمد میں مصروف ہیں جس کی سبھی شمس و قمر

○

دیکھ لو جانِ جاں جنوری آ گیا تم نہیں آ سکے
ہر طرف کہرا چھانے لگا یاد کا تم نہیں آ سکے

ہم کہ بیٹھے رہے دھند میں یاد کی شال اوڑھے ہوئے
سامنے چائے کا کپ بھی رکھا رہا تم نہیں آ سکے

پہلے پہلے مرا دل تڑپتا رہا آنکھ روتی رہی
اور پھر میرے دل کو بھی صبر آ گیا تم نہیں آ سکے

پہلے بھی آئے تھے صرف دکھ ہی یہاں پر تمہاری جگہ
اور اس بار بھی صرف غم ہی رہا تم نہیں آ سکے

مجھ سے ملنے کو آتے رہے جن کے دل میں تھی میری وفا
میری جانب تو آتا تھا ہر راستہ تم نہیں آ سکے

کتنا رنجور تھا اور جدائی کے زخموں سے میں چور تھا
اور میرے لیے پھر بھی لے کر دوا تم نہیں آ سکے

○

اشک آنکھوں سے جھڑا ہے شہر کے دوراہے پر
آج وہ تنہا کھڑا ہے شہر کے دوراہے پر

وہ نگینہ مانگتا تھا اور ہم نے اپنا دل
اس انگوٹھی میں جڑا ہے شہر کے دوراہے پر

شام آنے کو ہے اور کشکول خالی ہے مرا
وقت یہ مجھ پر کڑا ہے شہر کے دوراہے پر

جو نظر آتا تھا ہم کو مطمئن اور پر سکوں
آپ اپنے سے لڑا ہے شہر کے دوراہے پر

دیکھیے اب کس کی قسمت میں ہے ملتا ہے کسے
ایک سکہ گر پڑا ہے شہر کے دوراہے پر

○

رستے میں مے خانہ ہے
اب مشکل گھر جانا ہے

دل میں چاہت زندہ رکھ
یہ بھی ایک خزانہ ہے

پیار حقیقت ہے اس کا
پھر بھی ایک فسانہ ہے

میرے پاس ہے سچائی
اُس کے پاس بہانہ ہے

وہ قسمت سے مل جائے
دل کا حال سنانا ہے

تم پیسے کی فکر کرو
ہم نے اسے کمانا ہے

دیدہ زیب ہے گھر میرا
لیکن ذرا پرانا ہے

○

زندگی ہے یا ہے کوئی سانپ اور سیڑھی کا کھیل
اس میں رکھنا ہے ضروری ذہن و دل کا تال میل

زندگی ہم نے بسر کی آستانِ یار پر
عشق کے مضمون میں ہم کیسے ہو سکتے تھے فیل

ٹھیک سے ہم اس کا چہرہ دیکھ بھی پائے نہ تھے
کتنی جلدی میں روانہ ہو گئی ہجرت کی ریل

قید رکھنا چاہتے ہو تم محبت میں مجھے
اس طرح کا ہر تعلق میری خاطر تو ہے جیل

اک طرف بیٹھے ہیں ہم کرسی لگائے اُس کے ساتھ
اک طرف دیوار ہے اور اس پہ انگوروں کی بیل

O

کھو گیا وہ خوش نظر رب کو یہی منظور تھا
ہو گیا خالی یہ گھر رب کو یہی منظور تھا

اور کب تک اس کی یادوں میں بہے جائے گی تو
دیکھ میری چشمِ تر رب کو یہی منظور تھا

جانے والے ڈھونڈنے سے تو نہیں ملتے یہاں
چل پڑے ہو تم کدھر رب کو یہی منظور تھا

جلد اس کی بے وفائی حوصلہ دے گی تجھے
کیوں خفا ہے یار پر رب کو یہی منظور تھا

ہر کسی کی دسترس میں ہم سفر ہوتا نہیں
کاٹ تنہا یہ سفر رب کو یہی منظور تھا

میری کیا اوقات ہے جو اس کے آگے کچھ کہوں
مجھ کو بھی منظور اگر رب کو یہی منظور تھا

○

ہم ان سے شکوہ کرتے ہیں
جیسے وہ سب کچھ سنتے ہیں

چاہے جو بھی مشکل آئے
ہم تو تیرے ساتھ کھڑے ہیں

اپنے بارے میں تو جانے
ہم تیرے تھے، ہم تیرے ہیں

گھر کی نہیں ضرورت ہم کو
ہم تو اس دل میں رہتے ہیں

اس کے باغ میں جا کر دیکھو
پیڑ پھلوں سے لدے ہوئے ہیں

ہم ہیں اس کی یاد میں گم صم
رات کے ساڑھے تین بجے ہیں

تم نے جس میں منزل دیکھی
ہم وہ رستہ چھوڑ چکے ہیں

○

ہماری نہ پوچھو تم اپنی بتاؤ
کہ ہے آج کل تم کو کس سے لگاؤ

محبت کے رستے اندھیرے ہی ہوں گے
اگر ڈر رہے ہو تو پھر لوٹ جاؤ

اگر ہاتھ لگ جائے مرہم کہیں سے
بھریں گے تمہاری جدائی کے گھاؤ

سنو میرے مہمان ہیں یہ اندھیرے
سنو میرے گھر کے دیے مت جلاؤ

گزارو مرے ساتھ بھی ایک دو دن
یہ ممکن ہے تم بھی مجھے جان جاؤ

جدائی کی لہروں سے بچنا ہے مشکل
بڑا تیز ہے اس ندی کا بہاؤ

ترقی تو حمّاد کافی ہوئی ہے
مگر گر گئے آدمیت کے بھاؤ

○

مشکلوں سے مجھے نکالا ہے
تُو نے ہر گام پر سنبھالا ہے

اے محبت مجھے سہارا دے
کتنی مشکل سے تجھ کو پالا ہے

اس کی باتوں سے صاف ظاہر ہے
وہ مجھے چھوڑ جانے والا ہے

کوئی اس کی مثال کیا لائے
وہ انوکھا ہے وہ نرالا ہے

چاندنی میں نہا رہے ہیں پیڑ
پورے جنگل میں آج اُجالا ہے

مدتوں بعد پہلی بار اے دوست
آج اس کے مکاں پہ تالا ہے

اس محبت سے کیسے منہ پھیروں
یہ محبت مِرا حوالہ ہے

○

تو نے تو نہ چاہا تھا مگر ہو گئے ہوں گے
برباد ترے خاک بسر ہو گئے ہوں گے

مشکل میں جو رہتے تھے ترے ساتھ ہمیشہ
احباب وہی جانِ جگر ہو گئے ہوں گے

پہلے تو رہے ہوں گے ترے سامنے سب لوگ
پھر بعض اِدھر، بعض اُدھر ہو گئے ہوں گے

اک چوک پہ گونجی ہے دھماکے کی صدا سی
برباد کئی شہر میں گھر ہو گئے ہوں گے

ظالم کی غلط بات نہ مانی تھی جنہوں نے
وہ لوگ سبھی شہر بدر ہو گئے ہوں گے

○

تیرے لہجے میں جو بے زاری نظر آتی ہے
بے وفائی کی طرف داری نظر آتی ہے

تو جو ہر روز بہانہ نیا لے آتا ہے
دوست اس میں تری فنکاری نظر آتی ہے

پہلے پہلے تو کبھی کوئی دغا دیتا تھا
اب تو ہر آنکھ میں عیاری نظر آتی ہے

دوست کس واسطے ہم عشق سے استعفیٰ دیں
ہم کو یہ نوکری سرکاری نظر آتی ہے

کس طرح یاد دلاؤں اسے چاہت اپنی
اب وہ ہر بات سے انکاری نظر آتی ہے

وصل تو جان کے درپے ہے سو حمّاد احمد
اب بچھڑنے میں سمجھ داری نظر آتی ہے

○

ہم لوگ ترے ساتھ وفا کرتے رہیں گے
تو لاکھ رہے ہم سے خفا، کرتے رہیں گے

جس طرح سے تو نے ہمیں عزت سے نوازا
ہم لوگ صدا تیری حیا کرتے رہیں گے

خود سے بھی زیادہ ہے مجھے جن پہ بھروسہ
میں جانتا ہوں مجھ سے دغا کرتے رہیں گے

اچھے ہو تو پھر کام بھی اچھے ہی کرو تم
جو لوگ برے ہیں وہ برا کرتے رہیں گے

دنیا کا یہی کام ہمیشہ سے رہا ہے
یہ چاہنے والوں کو جدا کرتے رہیں گے

میں جن کی جدائی میں مرا جاتا ہوں حمّاد
وہ روز کوئی عشق نیا کرتے رہیں گے

○

ہم تو بہتے رہے پانی کی طرح
رات میں ایک کہانی کی طرح

وہ مہکتا ہے مرے چاروں طرف
رات میں رات کی رانی کی طرح

عشق بھی چند دنوں کی خاطر
ہم پہ آیا تھا جوانی کی طرح

بھول جاتا ہے مجھے اکثر ہی
وہ کسی یاد پرانی کی طرح

ایک دن ہم نے تجھے بھی حمّادؔ
کھو دیا تیری نشانی کی طرح

○

تمہارے دل میں گنجائش نہیں ہے
مگر یہ کوئی آسائش نہیں ہے

یہاں زندہ رہیں گے کیسے انسان
یہاں پیڑوں کی افزائش نہیں ہے

سجا سنورا تو ہے ویسے وہ چہرہ
مگر پہلے سی زیبائش نہیں ہے

یونہی گھر کو سنوارا آج میں نے
کوئی بھی وجہِ آرائش نہیں ہے

بہت سی دوسری چیزوں کی مانند
محبت کی بھی پیمائش نہیں ہے

کسی صورت نہ دیں گے جان حمادؔ
اگر یہ اس کی فرمائش نہیں ہے

O

میں شاہ تھا ، غلام تھا یا پھر نواب تھا
پر ٹھیک ہو نہ پایا میں اتنا خراب تھا

سو بار اس کو چھو کے بھی دیکھا ہے میں نے دوست
لگتا ہے پھر بھی کیوں مجھے جیسے وہ خواب تھا

اس کو خموش دیکھ کے ہم لوٹ آئے تھے
یعنی کہ اس کی خامشی اس کا جواب تھا

اب اس کا نام بھی نہ تمہیں یاد رہ سکا
کچھ روز پہلے تک تو وہ عالی جناب تھا

اوروں کو شادمان کیا ہو گا عشق نے
لیکن مرے لیے تو مسلسل عذاب تھا

ہم یونہی تیرے کہنے پہ صحرا کو چل پڑے
جبکہ تمہارا ساتھ سراسر سراب تھا

○

شجر جب سے جنگل میں کٹنے لگے ہیں
یہ بادل اسی دن سے پھٹنے لگے ہیں

وہ جس دن سے کاٹا ہے پیڑوں کو تم نے
عجب دھول سے چہرے اٹنے لگے ہیں

کیا ہے بسیرا جہاں برکتوں نے
کہ صدقے غریبوں میں بٹنے لگے ہیں

بڑی چیزیں تھیں یاد کرنے کو ویسے
مگر ہم ترا نام رٹنے لگے ہیں

جو تھے صورتِ گرد رستے میں ٹھہرے
تجھے دیکھ کر کیسے چھٹنے لگے ہیں

دغا کھانے کے بعد اپنوں سے حمادؔ
اب آنکھوں سے پردے بھی ہٹنے لگے ہیں

○

اب ہمیں ایسا بہاؤ چاہیے
پار اترنا ہے سو ناؤ چاہیے

پیڑ اور پودوں کو بھی دل کی طرح
تیری جانب ہی جھکاؤ چاہیے

ایک دم جس سے الٹ جائے بساط
ایک ایسا ہم کو داؤ چاہیے

تم نے اپنے وقت کے مانگے ہیں دام
اب ہمیں بھی دل کا بھاؤ چاہیے

صبح سے چل چل کے ہم تو تھک گئے
اب کہیں کرنا پڑاؤ چاہیے

○

جو ملا تھا کبھی خوشی کی طرح
وہی آنکھوں میں ہے نمی کی طرح

وہ جو بے حد قریب تھا دل کے
آج لگتا ہے اجنبی کی طرح

میرے دل کی اندھیر نگری میں
پھیل جاؤ نا روشنی کی طرح

اس کی باتوں میں ہے روانی بڑی
ایک بہتی ہوئی ندی کی طرح

وہ جہاں جائے ہم ہیں ساتھ اس کے
ایک خاموش مقتدی کی طرح

یہ جو انکار نظر آتا ہے
اس میں بھی پیار نظر آتا ہے

عشق نے ایسی نظر بخشی ہے
ہر طرف یار نظر آتا ہے

جو تجھے دیکھ چکے ہوں ان کو
پسِ دیوار نظر آتا ہے

ہم کہ معصوم سمجھتے تھے اسے
وہ سمجھدار نظر آتا ہے

ایک لمحے میں ہمیں تو حمّاد
وہ کئی بار نظر آتا ہے

○

جب بھی وہ مجھ سے خفا ہوتا ہے
دل میں اک شور مچا ہوتا ہے

وہ جو کھو جائے تری آنکھوں میں
اس کو کب اپنا پتہ ہوتا ہے

روز سنتے ہو قصیدے اپنے
روز دربار سجا ہوتا ہے

یہ تو حالات بدل دیتے ہیں
فطرتاً کون برا ہوتا ہے

سونپ دیتا ہوں اُسے میں حمّاؔد
پاس جو کچھ بھی بچا ہوتا ہے

○

ہمیں خود سے جدا کرتے رہیں گے
غموں میں مبتلا کرتے رہیں گے

ہمیں تُو بدعا دے پھر بھی ہم تو
ترے حق میں دعا کرتے رہیں گے

وہ ظالم ہے تو کیا ڈر جائیں اس سے
ہم اس کا سامنا کرتے رہیں گے

رہیں گے وہ ہمیشہ شاد و آباد
جو ذکرِ مصطفیؐ کرتے رہیں گے

بھلے ہم بھول جائیں خود کو حمّادؔ
مگر تیرا پتہ کرتے رہیں گے

○

گفتگو جب تمام ہوتی ہے
خامشی ہم کلام ہوتی ہے

ہر گھڑی اس کو سوچتا ہوں میں
ہر گھڑی اس کے نام ہوتی ہے

ایک اداسی ہے پاس اپنے بھی
روز جو غرقِ جام ہوتی ہے

چین سے پہلے درد ملتا ہے
رات سے پہلے شام ہوتی ہے

آج سے میری زندگی حمادؔ
تیری چاہت کے نام ہوتی ہے

○

ہم بھی ہنسنے لگے ہنسانے لگے
آج سے تیرے غم ٹھکانے لگے

ڈھونڈ کر اک بہانہ ملنے کا
ہم ترے پاس آنے جانے لگے

مسکرایا وہ دیکھ کر ہم کو
اور پھر ہم بھی مسکرانے لگے

اپنی آنکھیں بھی اپنی سانسیں بھی
ہم تری راہ میں بچھانے لگے

ہم کو تیرے قریب آنے میں
کئی صدیاں لگیں ، زمانے لگے

○

یہ دل تیری طرف آنے لگا ہے
محبت کا نشہ ایسا ہوا ہے

مجھے اس بات کی بے حد خوشی ہے
وہ مجھ کو نام سے پہچانتا ہے

مجھے دے اپنی یادوں کی حرارت
بہت ہی سرد موسم آ رہا ہے

نہیں ہے عام سی یہ بات کوئی
کسی سے عشق ہونا واقعہ ہے

حویلی ساری کی ساری ہے ویراں
کسی کمرے میں روشن اک دیا ہے

○

میرے جینے کا سہارا تم ہو
اس سمندر کا کنارا تم ہو

فائدہ تم سے بڑا کوئی نہیں
کون کہتا ہے خسارہ تم ہو

ہم نے مل کر ہی بنانا ہے یہ گھر
میں جو پتھر ہوں تو گارا تم ہو

دیکھتا جاؤں تجھے یوں ہی سدا
ایک خوش رنگ نظارہ تم ہو

میں تمہیں دیکھ کے چل پڑتا ہوں
میرا تو سبز اشارہ تم ہو

○

اُس پہ قربان ہر سخن میرا
مسکراتا رہے سجن میرا

کیسے اس بات پر یقین کروں
بن ترے لگ گیا ہے من میرا

شامل جنگ میں نہ تھا پھر بھی
چُور زخموں سے ہے بدن میرا

اپنی ہر سانس وار دوں اس پر
میرا ایمان ہے وطن میرا

○

اب صبح چاہیے نہ کوئی شام چاہیے
میں تھک گیا ہوں اب مجھے آرام چاہیے

وہ شخص جس کی آنکھوں میں بہتا ہے میکدہ
وہ مجھ سے پوچھتا ہے تجھے جام چاہیے

نیکی ہمارے خون میں شامل ہے میری جاں
کس نے تمہیں کہا ہمیں انعام چاہیے

بیکار پھر رہے ہو یونہی مدتوں سے تم
جا کر اسے کہو کہ مجھے کام چاہیے

خوشیوں بھرے یہ لمحے اُسے کب پسند ہیں
اس کو تو اپنے شہر میں کہرام چاہیے

○

اب تمہارے غم میں رونا چاہیے
اور پھر جی بھر کے سونا چاہیے

سارے گھر میں تم رہو گھومو پھرو
ہم کو تو بس ایک کونا چاہیے

ڈوریوں میں تو پرو بیٹھے بہت
اب تجھے دل میں پرونا چاہیے

ہو چکی مدت بھرے جس زخم کو
دل سے اس کا داغ دھونا چاہیے

اپنے وعدوں سے نہ مکرو تم کبھی
جیسا بھی ہو بوجھ ڈھونا چاہیے

○

مجھے ملنا ذرا سا مسکرا کر
جدا کرنا ذرا مسکرا کر

قبول اس نے کیا ہے ڈرتے ڈرتے
مرا تحفہ ذرا سا مسکرا کر

نہیں میں مسکرایا بعد اس کے
اسے کہنا ذرا سا مسکرا کر

ہمارا مشورہ ہے تم گزارو
ہر اک لمحہ ذرا سا مسکرا کر

مجھے اب دور سے تکتا ہے حمّاد
وہی رستہ ذرا سا مسکرا کر

○

سب ترا عشق ہی لکھواتا ہے
ورنہ لکھنا ہمیں کب آتا ہے

ہم تجھے اب بھی بُرے لگتے ہیں
اور ہمیں آج بھی تو بھاتا ہے

ہم ہیں مجبور اسے چاہنے پر
وہ اِسی بات پہ اتراتا ہے

شکر اور صبر کی تسبیح پہ رب
روز و شب نعمتیں برساتا ہے

جانے کم ہو گی یہ دوری کیسے
ہم ہی جاتے ہیں نہ وہ آتا ہے

عشق دریا میں ڈبوتا ہے میاں
عشق دیوار میں چنواتا ہے

جرم کرتا ہے وہ خود ہی سارے
اور مجرم ہمیں ٹھہراتا ہے

○

درد سے جب مر رہا تھا تم کہاں تھے
میں اکیلا ڈر رہا تھا تم کہاں تھے

یاد کر کے تجھ کو میں جب اپنی آنکھیں
آنسوؤں سے بھر رہا تھا تم کہاں تھے

میں گلابوں کی طلب میں اپنے پاؤں
آگ پر جب دھر رہا تھا تم کہاں تھے

اب تو میں اس کام سے باز آ چکا ہوں
جب محبت کر رہا تھا تم کہاں تھے

لوگ سارے ہی تھے جب شہرِ وفا میں
اور میں باہر رہا تھا تم کہاں تھے

جانے کیوں تم مجھ سے ملنے کو نہ آئے
عمر بھر میں گھر رہا تھا تم کہاں تھے

خاک ہی تھی اوڑھنا میرا مری جاں
خاک ہی بستر رہا تھا تم کہاں تھے

○

یہ غم دل پر سہنے دو
مجھ کو چپ ہی رہنے دو

روکو مت اس چاہت کو
اس دریا کو بہنے دو

بیسیوں گجرے لایا میں
لیکن اس نے پہنے دو

آتا نہیں زباں پر جو
وہ شعروں میں کہنے دو

اس کی کلائی سونی ہے
تحفے میں کچھ گہنے دو

○

وہی کہنا اس سے محال تھا
وہ جو زندگی کا وبال تھا

وہ جو یاد آنکھوں کو رہ گیا
وہ تمہارا حسن و جمال تھا

کبھی بات پھر سے نہ ہو سکی
مگر اس سے ربط بحال تھا

کہوں کس سے میں یہ حقیقتیں
کہ وہ خواب تھا وہ خیال تھا

کبھی ہم پہ کھل نہ سکا تھا جو
وہ معمہ تھا وہ سوال تھا

ہمیں اُس نے پیار ہی کیوں دیا
اِسی بات کا تو ملال تھا

وہی پیش پیش تھے ہجر میں
وہی جن کو شوقِ وصال تھا

○

جو پھر سے جینے کا موقع ہمیں دیا جائے
تو اور طرح سے اس عمر کو جیا جائے

اگر ہو شہد میسر تمہارے ہونٹوں کا
پیالہ زہر کا پھر کس لیے پیا جائے

بنا بتائے نہیں تم سے ملنے آتا میں
تمہارے عشق میں اب اور کیا کیا جائے

وہ جن کے ہونے سے آباد ہیں یہ ویرانے
وہ سوچتے ہیں کہ گھر شہر میں لیا جائے

جنوں سے کس لیے حمّاد پھیر لوں نظریں
بتاؤ چاک گریباں کو کیوں سیا جائے

○

پیڑ جب شہر سے پدھارتے ہیں
شب پرندے کہاں گزارتے ہیں

مدتوں کے تھکے ہوئے راہی
پاؤں اس چھاؤں میں پسارتے ہیں

کام آسان ہوتے جاتے ہیں
نام جب ہم ترا پکارتے ہیں

میری قسمت بگڑنے لگتی ہے
اس طرح زلف وہ سنوارتے ہیں

خود ہی کرتا ہوں میں مدد اپنی
وہ مرا بوجھ کب اتارتے ہیں

دل کے نزدیک بسنے والے لوگ
شہر سے دور کر کے مارتے ہیں

حسنِ سادہ اداس مت ہو تو
پاس آ ہم تجھے نکھارتے ہیں

○

دیکھنا حسن کو جو چاہو تم
شہرِ لاہور گھوم آؤ تم

میرے کہنے پہ دیکھ لو لاہور
ساری دنیا نہ بھول جاؤ تم

سرد شامیں کنارے راوی کے
اور روشن کرو الاؤ تم

میرے لاہور کی یہ خوشبوئیں
اپنی ہر سانس میں بساؤ تم

تم پہ داتا کا ہو کرم حمّادؔ
جس کو چاہو اسی کو پاؤ تم

○

دور مجھ سے چلے تو جاؤ گے
پر مجھے بھول کیسے پاؤ گے

کون دیکھے گا اب تمہارے خواب
اب کسے نیند سے جگاؤ گے

کِس طرح میرے تھامے ہاتھوں پر
مہندیاں غیر کی رچاؤ گے

اے مرے ساتھ ہنسنے والے شخص
ایک دن تم مجھے رلاؤ گے

ہم کو دیدار اپنا کروا کر
ایک نیکی نہیں کماؤ گے

ہم تو اس واسطے ہوئے پتھر
تم ہمیں راہ سے ہٹاؤ گے

○

دیس میں یا پردیس میں
مل تاروں کے بھیس میں

منہ سے بھی بتلایئے
کیا لکھا سندیس میں

ہم نے گاؤں کی ٹھنڈ کا
لطف لیا اک کھیس میں

ہم کو لگی ہے پوچھیے
کیا ہے عشق کی ٹھیس میں

پتہ چلا ہے جیت کر
ہم شامل تھے ریس میں

○

ایک میں ہوں اور اک تم باقی سب فسانے ہیں
اب ہمارے ہونٹوں پر پیار کے ترانے ہیں

جس کی چاہ میں رہنا اس کی راہ میں رہنا
تیرے بے گھروں کے بھی کیا عجب ٹھکانے ہیں

لوگ تو محبت میں بات بھی نہیں سنتے
ہم نے جانِ جاں تیرے فیصلے بھی مانے ہیں

بس ہمیں خدا اتنا حوصلہ عطا کر دے
ہم نے تیرے مٹی پر پاؤں بھی جمانے ہیں

آؤ پہلو میں بیٹھو اور ہمیں سنو حمادؔ
راز ہم نے اس دل کے تم سے کیوں چھپانے ہیں

○

کبھی آؤ کسی کی نوکری میں
بتاؤ کیا پڑا ہے افسری میں

ہوا تھا سال کے سنگ عشق آغاز
ملے تھے ہم کسی سے جنوری میں

کوئی تجھ کو دعا میں مانگتا تھا
کوئی مصروف تھا جادوگری میں

ہوائے ہجر نے جھلسا دیا ہے
چلو کچھ دن گزار آئیں مری میں

اسے ہم کس طرح بہتر بنائیں
اگر راضی ہو کوئی ابتری میں

○

اس میں تیری نہیں خطا
جو ہونا تھا وہی ہوا

خود کو بھول گئے تھے ہم
وہ تو ہم کو یاد رہا

ہم نے تری محبت میں
روشن رکھا ایک دیا

وہی کیا ہے ہم نے تو
جو بھی ہم کو ٹھیک لگا

ان پیڑوں کو جینے دے
مت جنگل میں شہر بسا

تم گھومو اب یہ دنیا
میں تو سب کچھ دیکھ چکا

جن کو ہم چھوڑ آئے تھے
ان رستوں پر کون چلا

○

کبھی معصوم ہے کبھی ہے شریر
دل ہے بہروپیا کہ کوئی فقیر

ہے کٹھن وقت بادشاہوں پر
ہم فقیروں کو ڈھونڈتے ہیں وزیر

تجھ کو آئینہ دیکھنا نہ پڑے
کیوں نہ بن جائیں ہم تری تصویر

وہ ہمیں چھوڑ ہی گیا آخر
کام آئی نہیں کوئی تدبیر

کوئی رہ گیر پڑھ نہیں پایا
ایک دیوار پر لکھی تحریر

آؤ رو لیں گلے سے لگ کر ہم
اب ملائے گی جانے کب تقدیر

○

عشق میں لے کر آ تن من
ورنہ یہاں سے چلتا بن

جب بھی تیری یاد آئے
یاد آتا ہے مجھے وطن

آنکھوں میں تیری صورت
سینے میں ہے ایک اگن

اس کی خاطر سورج سے
لے آیا میں ایک کرن

میرے دل میں بستی ہے
اس کی پائل کی چھن چھن

○

جانے کیسے ہم تمہارے ہوگئے
خود میں مدغم دو کنارے ہو گئے

پہلے ہی حیران تھا میں حسن سے
پھر سنا وہ اور پیارے ہوگئے

آپ کیوں شامل ہوئے اس ریس میں
ہم تو مجبوری کے مارے ہوگئے

جا چکے ہیں آپ ہم کو چھوڑ کر
لوگ یہ سن کر ہمارے ہوگئے

رات آئی تو عجب منظر بنا
زخم تھے جتنے ستارے ہوگئے

○

بچ نکلنے کی کوئی راہ نہیں
جبکہ میرا کوئی گناہ نہیں

جس کی خاطر ہوا ہوں میں برباد
وہ مرے ہجر کا گواہ نہیں

جس کی خاطر لٹا ہے دل تیرا
وہ ہے درویش بادشاہ نہیں

عشق میں جو ہوا وہ کافی ہے
اب نہیں اے دلِ تباہ نہیں

جتنا اس نے ہمیں ڈرایا تھا
رات یہ اس قدر سیاہ نہیں

○

چاند کے گرد جو ہالہ ہے
چاند کا یہی حوالہ ہے

یہ کوئی ہجرت تھوڑی ہے
یہ تو دیس نکالا ہے

میرے دل کا دھیان رکھو
اس کو ناز سے پالا ہے

گزر گئی ہے ہجر کی رات
چاروں سمت اُجالا ہے

چاروں جانب خوشبو ہے
کس نے جام اُچھالا ہے

اس کو کتنی مشکل سے
اپنے رنگ میں ڈھالا ہے

سارا شہر ہی خالی ہے
ایک مکان پہ تالا ہے

○

اقرار چاہیے ہے نہ انکار چاہیے
اپنی طرح کا کوئی وفادار چاہیے

اگلے جنم میں لوٹ کے آئیں نہ آئیں ہم
اس زندگی میں تُو ہمیں اک بار چاہیے

رہ رہ کے اس کے سامنے اب تھک گیا ہوں میں
اب درمیان میں کوئی دیوار چاہیے

دربار میں جو سر کو جھکائے رہے سدا
ان کو بھی اپنے واسطے دستار چاہیے

چاہت کے درمیان یہ وقفے نہیں قبول
اس کی طرف سے پیار لگاتار چاہیے

○

برج خلیفہ کی وہ ایک سو پچیسویں منزل پہ کھڑا ہے
جگ مگ کرتا ہوا نظارہ اس کے سامنے بکھرا پڑا ہے

صحرا کی تپتی ہوئی ریت پہ ٹھہرا ہوا ہے ایسے کوئی
سونے چاندی کے اک تاج میں جیسے کوہِ نور جڑا ہے

گزرے ہیں کتنے ہی طوفاں ڈوبے ہیں کتنے ہی انساں
لیکن ان آنکھوں میں اب تک سوہنی کا وہ کچا گھڑا ہے

تُو جانے کیا سوچ کے اس سے روٹھ کے بیٹھی ہے او سجنی
تُو ہی تو ہے جس کی خاطر اپنے قبیلے سے وہ لڑا ہے

اس کا آخری میسج یارو آج ڈلیٹ کیا ہے میں نے
یعنی یادوں کی ٹہنی سے آخری پتہ آج جھڑا ہے

جانتا ہے تم نے نہیں آنا لوٹ کے میری جانب اب کے
لیکن یہ دل پھر بھی تم سے ملنے کو بیتاب بڑا ہے